

عام دستور ہے کہ رخصت کے وقت دورِ فراق بغل گیر ہوتے ہیں گویا بغل کھول کر ملتے ہیں۔ اسی طرح سورج کو رخصت کرنے کے لیے آسمان نے ماہِ نو سے بغل کھول دی۔

○

رخ نگار سے ہے سونو حبا و دانی شمع

ہوئی ہے آتش گل، آپ زندگانی شمع

زبانِ اہل زباں میں ہے مرگ خاموشی

یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانی شمع

کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ، قصہ تمام

بطرِ زاہل فنا ہے فسانہ خوانی شمع

غم اس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلہ

ترے لرزے سے ظاہر ہے ناتوانی شمع

ترے خیال سے روحِ اتہنا زکرتی ہے

بہ جلوہ ریزی باد و بہ پر فشانِ شمع

نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ

شگفتگی ہے شہیدِ گلِ خزانِ شمع

جلے ہے دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو

نہ کہوں ہوا درم سے دارِ غمِ گزشتہ

۱۔ لغات۔ آتش گل:

لغوی معنی پھول کی آگ، یہاں

اشارہ ہے محبوب کی سرخیِ رخسار

کی طرف جو آگ سے مشابہ ہے۔

شرح: شمع میں جو متقل

سوز اور جلن موجود ہے، وہ محبوب

کے رخسار کی وجہ سے ہے۔ یہی

آتش گل ہے، جو شمع کے لیے،

آپ حیات بن گئی ہے، یعنی محبوب

کے رخسار ہی کی بدولت شمع میں

روشنی ہے۔

شعر کا ایک پہلو یہ بھی ہے

کہ محبوب کے حسن پر حسد کے باعث

شمع میں جلن پیدا ہو گئی گویا اس

کے جلنے کی وجہ رخسارِ محبوب کا حسد

ہے۔ دوسرے مصرع کا مطلب

اس صورت میں بھی وہی رہے گا

جو بیان ہو چکا ہے، یعنی یہی رخسار

جسے بہ اعتبارِ ملائمت و دلاویزی

پھول اور ڈنڈا ہانے کے باعث